درسِ حدیث
یحییٰ نعمانی

ظلم کا خطرناک انجام

(۵)عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:أتدرون من المفلس؟قالوا:المفلس فینامن لادرهم له ولا متاع،فقال:ان المفلس من أمتی من یاتی یوم القیامة بصلاةوصیام وزکاة،ویاتی قدشتم هذا، وقذف هٰذا،وأکل مال هذاوسفک دم هذا،وضرب هذا،فیعطیٰ هذامن حسناته،فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ماعلیه اخذمن خطایاهم فطرحت علیه ثم طُرح فی النار.(رواه مسلم)

''حضرت ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے سوال فرمایا تم جانتے ہو مفلس (دیوالیہ) کون ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے عرف میں تو مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس پیسہ بھی نہ ہو اور زندگی کی ضروریات کے سامان میں سے کچھ بھی نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں (اس سے بڑا اور بدنصیب) مفلس وہ ہوگا جو قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ روزہ نماز صدقہ نیکیاں کی ہوں گی۔ لیکن اس حال میں آئے گا کہ اس کو گالی دی، اس کو برا بھلا کہا، اس پر تہمت لگائی، اس کا مال کھا گیا، اس کا خون بہایا، اس کو مارا۔ (اب اس کا حساب برابر کیا جائے گا) تو اس کو کچھ نیکیاں دلوائی جائیں گی،......اب اگر حساب برابر ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر لاد دیے جائیں گے۔ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم)

اللہ رے بدنصیبی۔ واقعی اس ثروت مند مفلس اور مال دار فقیر سے زیادہ کوئی بدنصیب نہیں ہوسکتا۔ روزہ نماز صدقہ......سب نیکیاں خزانے میں جمع ہیں۔ مگر جب حساب کیا گیا تو اپنی زیادتیوں اور مظالم کی وجہ سے سب دوسروں کو دے دی جائیں گی اور دوسروں کے گناہ اسکی کمر پر رکھ دیے جائیں گے اور یہ ''نیک'' نظر آنے والا جہنم میں ڈالا جائے گا۔
اسی موضوع کی ایک حدیث اور سنیے۔

(٦)عن ابی هریرة ؓعن النبی ﷺقال.من کانت عنده مظلمةلأخیه،من عرضه أو من شئی فلیتحلله منه الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درهم،ان کا له عمل صالح أخذمنه بقدرمظلمة،وان لم یکن له حسنات أخذمن سیئاته فحمل علیه (راوه البخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی پر کوئی زیادتی کی ہو، اس کی بے آبروئی کی ہو، کسی اور قسم کی حق تلفی کی ہو یا کوئی چیز ناحق لے لی ہو، تو وہ اس کو

جلدی ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے یا ادا کردے، جس دن روپیہ پیسہ کچھ نہیں ہوگا۔ (پھر تو حساب بے باق کرانے کو صرف اعمال ہی ہوں گے) اگر اس کے پاس نیک اعمال ہونگے تو اس کی زیادتی یا حق تلفی کے بقدر انہیں سے اس کو دیا جائے گا۔ اور اگر نیک اعمال نہیں ہوں گے تو مظلوم کے گناہ اس پر لا د دیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

(۷) وعن أبی امامة الحارثی رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: من اقتطع حق امرئ مسلم بیمینه فقداوجب اللّٰہ له النار، وحرم علیه الجنة، فقال رجل: وان کا ن شیئاً یسیراً یارسول اللّٰہ؟ فقال: وان قضیباً من أراک. (رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا حق مار لیا اس پر اللہ نے جہنم لازم اور جنت حرام کردی۔ ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول اگر کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو؟ آپ نے فرمایا چاہے پیلو کی ایک ڈنڈی (مسواک) ہی کیوں نہ ہو (اس کا یہ عمل جنت سے محروم اور جہنم کو لازم کرنے والا ہی ہے) صحیح مسلم۔

بڑی سخت وعید ہے! یقیناً جنت کے حقدار ایسے ایمان والے ہی ہیں جن کی دست درازی سے انسانوں کے مال وآبرو محفوظ ہوں۔ اس جیسی احادیث میں جن میں کفروشرک کے علاوہ کسی گناہ کو جنت سے محروم اور جہنم میں لے جانے والا اور عذاب کو واجب کرنے والا بتایا گیا ہے علماء اور ائمہ نے قرآن وحدیث کی بے شمار تصریحات کی روشنی میں اس طرح سمجھا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ عمل اپنی ذات کے اعتبار سے یقیناً اتنا ہی خطرناک ہے کہ اس کے مرتکب پر جنت کو حرام کر دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں فیصلہ انسان کی عمومی حالت کے اعتبار سے ہوگا۔ اگر اللہ کے میزان میں اس کی دیگر نیکیاں اس قابل نہیں ہوئیں کہ وہ اس گناہ کو معاف کرادیں تو یہ تو یقیناً ایسا ہی مہلک ہے کہ جنت کو حرام ہی کروادے۔ لیکن جیسا کہ اس سے پچھلی دو حدیثوں میں آیا ہے کہ پہلے یہ ظالم اپنی نیکیوں سے اپنی زیادتیوں کا معاوضہ دے گا، اور اگر اس کی نیکیوں سے حساب برابر نہیں ہوسکتا تو یہ حق داروں کے گناہ اپنے اوپر لے گا اور ان کے جرائم کی پاداش میں عذاب بھگتے گا۔

(۸) وعن ام سلمة رضی اللّٰہ عنها ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: انما أنا بشر، وانکم تختصمون الیّٰ، ولعل بعضکم ان یکون الحن من بعض، فاقضی له بنحو ما اسمع فمن قضیت له بحق أخیه فانما أقطع له قطعة من النار. (متفق علیه)

”حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں انسان ہی ہوں تم میرے پاس اپنے مقدمے لے کر آتے ہو (اور میں فریقین کی بات سن کر ثبوتوں کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہوں) ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے مقابل کے نسبت زیادہ اچھے طریقے سے بات کرنے والا اور پرزور طریقہ پر دلیل پیش کرنے والا ہو، تو ہوسکتا ہے کہ میں اس کی بات اور زبانی دعوؤں سے متاثر ہوجاؤں (اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں) لہٰذا اگر میں کسی کا حق کسی دوسرے کو غلط فہمی سے دلا بھی

دوں تو اس کو جان لینا چاہیے کہ میں اس کو جہنم کی آگ کا انگارا دے رہا ہوں (وہ سوچ سمجھ کر لے)۔"
(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی اپنی منہ زوری، چرب زبانی اور حیلہ ومکر کے ذریعے اسلامی عدالت سے بھی کوئی ایسا فیصلہ کرالیتا ہے جس کی رو سے کسی دوسرے کا حق مارا جاتا ہے تو اسکو معلوم ہونا چاہیے کہ آخرت میں اس کا بدل اس کو جہنم کی آگ کی شکل میں ملے گا۔ جھوٹ فریب، جعلی دستاویز، جھوٹی گواہیوں اور وکیلوں کی چالوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے کہ اس دنیا میں عدالتوں کو دھوکہ دے لیا جائے اور مقدمے جیت لیے جائیں، مگر آخرت کی عدالت میں کوئی پردہ نہیں ڈالا جا سکے گا، ہر حقیقت کھل کر سامنے آئے گی، اور احکم الحاکمین کے بے لاگ فیصلے سامنے آئیں گے۔ اور جھوٹ کے زور پر لوگوں کے حق چھیننے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہوگا۔

اس حدیث سے ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آں حضرت ﷺ کو اگرچہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے اور شریعت کے احکام کے بیان میں کوئی دھوکہ اور بھول چوک نہیں ہوسکتی اور اس سلسلے میں اللہ کی طرف سے آپ ہر غلط فہمی اور بھول چوک سے محفوظ تھے، لیکن آپ ﷺ بحیثیت قاضی اور جج لوگوں کے مقدمات میں جو فیصلے کرتے تھے اس میں بشریت کے تقاضے سے یہ ممکن تھا کہ کوئی حیلہ باز آپ کو باتوں سے دھوکہ دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس حدیث کی ابتدا میں اپنی بشریت کا حوالہ دیکر یہ بات واضح فرمائی کہ اگر کوئی شخص اپنے زور کلام سے کوئی اس طرح کا فیصلہ کرا بھی لے تو آخرت میں اس کے لیے یہ عذر نہیں ہوگا کہ یہ فیصلہ تو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ بلکہ میرا یہ فیصلہ اس کے لیے آخرت میں آگ کا انگارا ثابت ہوگا۔

(۹)وعن أنس ﷺ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم قال: أنصر أخاک ظالماً أو مظلوماً، فقال رجل: یا رسول اللّٰه، أنصره اذا کان مظلوماً، أرأیت ان کان ظالماً کیف أنصره؟ قال: تمنعه من الظالم، فان ذٰلک نصره.(رواه البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو چاہے وہ مظلوم ہو۔ ایک شخص یوں اٹھا: اے اللہ کے رسول (یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ) وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں، اگر وہ ظالم ہو تو میں اس کی کیوں مدد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دو، یہی اس کی مدد ہے۔ (صحیح بخاری)

عرب جاہلیت کا یہ ایک محاورہ تھا کہ "اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم" اور یہ وہ عصبیت کا رویہ تھا جس کو آنحضرت ﷺ نے "جاہلی عصبیت" کا نام دیا تھا کہ انسان ہر حال میں اپنے خاندان کا ساتھ دے چاہے وہ حق پر ہو چاہے ناحق پر۔ آنحضرت ﷺ کی حکمت نے اس محاورے کو باطل سے ہٹا کر حق کے لیے استعمال فرمایا کہ: ہاں بھائی ہر حال میں مدد کا حقدار ہے چاہے وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو، اس کے رشتے کا حق ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ اگر وہ ظلم کر رہا ہے تو اس کی سچی خیر خواہی اور مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روک دیا جائے تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے۔